سلسلہ خطبات جمعہ
شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

آخرت میں جوابدہی کا احساس

آخرت کی ہولناکیاں اور صحابہ کرامؓ کا خوف آخرت

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم .

واما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھویٰ فان الجنۃ ھی الماویٰ (آیت ۲۶ سورۃ النزعٰت)

ترجمہ: اور جو کوئی ڈرا ہو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے اور روکا ہو اس نے اپنے نفس کو خواہش سے، پس جنت ہی اسکا ٹھکانہ ہے۔

وفی مقام آخر قال اللّٰہ عزّ وجل ولمن خاف مقام ربہٖ جنّتٰن(آیت ۲۶ سورۃ رحمان)

ترجمہ: اور جو کوئی ڈرا کھڑے ہونے سے اپنے رب کے سامنے اس کے لیے (جنت میں) دو باغ ہیں۔

گذشتہ جمعہ کے معروضات کا خلاصہ آپ حضرات کو یاد ہوگا کہ آرزو اور مقصد اعظم تو ہر مسلمان کا یہی ہے کہ اسے جنت حاصل ہو لیکن وہ کیسے حاصل ہوگی اس کے حصول کا مختصر مگر جامع راستہ اور گُر کونسا ہے؟

معالج روحانی پر اعتماد: ان دونوں آیات میں مالک الملک نے مختصر الفاظ میں بیان فرمادیا ہے یہ کوئی انوکھی اور عقل و سمجھ میں نہ آنے والا نسخہ نہیں جیسے کہ گذشتہ جمعہ میں عرض کر دیا تھا اس عالم اسباب میں بھی مقصود اور مطلوب تب حاصل ہوتا ہے جب اسکے لیے مقرر کردہ اسباب و عوامل کو بروئے کار لایا جائے، دنیا میں ایک مریض اپنا مطلوب یعنی صحت سے مالامال اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک اپنے معالج کے بتائے ہوئی دوا اور طریق کار پر سو فیصد عمل نہ کرے۔

آخرت میں جواب دہی کا احساس: پہلے آیت میں گناہوں سے محفوظ رہنے کے دو طریقے یعنی روحانی اصلاح اور اعضاء کو اللہ کے بتائے ہوئے اصولوں کو مدِ نظر رکھ کر استعمال میں لانے کے لیے اہم و ضروری عقیدہ یہ ہے کہ مجھے ایک دن اپنے مالک حقیقی کے سامنے حاضر ہونا ہے، یہ تصور ایسا راسخ ہونا چاہیے کہ شیطان جب بھی گناہوں کو خوبصورت انداز میں پیش کرنے کے بعد انسان کو اس پر عمل کرنے کے لیے آمادہ کرے، انسانی سوچ و فکر فوراً یہ حکم الٰہی اپنے سامنے لائے کہ اللہ کے سامنے میرے پیشی کے موقع پر اس عمل کے بارے میں پوچھا جائے گا، مجھے جواب و جواز پیش کرنا ہوگا، تو میں کیا جواب و جواز کا دلیل پیش کروں گا، یہی انسان فوراً شیطان کے مکاری اور چالبازی کے جال میں

گرفتار ہونے سے بچ جائیگا۔

خواہشات نفس سے بغاوت: اسی آیت مبارکہ میں اللہ کے دربار میں حاضری کیلئے ایک اور علاج یہ بیان کیا گیا کہ اپنے نفس کو اس کے خواہش پر عمل کرنے سے روک کر ازلی دشمن شیطان لعین کے بربادی سے اپنے آپکو بچایا جاسکتا ہے بدقسمتی سے پہلو میں بیٹھے ہوئے اس خطرناک دشمن لعین کو مسخر کر کے اس کے اصلاح سے ہم غافل ہیں، جو کچھ یہ مانگتا ہے، اس کو دینا اپنا اولین فریضہ سمجھتے ہیں، اس کے ہر حکم کی فوراً تعمیل کو اپنے لیے سعادت فخر کا ذریعہ سمجھتے ہیں، اس کے خواہشات کی تکمیل کی راہ میں اپنے پرائے اور حلال وحرام کی تمیز کرتے ہیں اور نہ احکامات الٰہی کی رعایت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں، اور غم وفکر دوسروں کی اصلاح کی رہتی ہے، کہ فلاں اس گناہ کا مرتکب ہو رہا ہے۔ اور فلاں اس برے عمل کا شائق ہے، اور اپنے ساتھ نفس امارہ بالسوء کی شکل میں جواژدھا منہ کھولے ڈسنے اور مارنے کے موقع کے انتظار میں ہے اسکی جانب توجہ ہی نہیں۔

حقیقی پہلوان کون ہے؟ اصل پہلوان وہ نہیں جو دنگل کے میدان میں اپنے سے مضبوط وخطرناک پہلوان کو پچھاڑ دے بلکہ حقیقی پہلوان وہ ہے جو اپنے سب سے قریبی اور دن رات کے ساتھی جو کبھی جدا ہونے کا نام بھی نہیں لیتا، اسے شکست دے کر صراط مستقیم پر لانے کے بعد اس کو اپنا مطیع ومسخر بنادے، اور یہ تب ہوگا کہ جس چیز کی نفس امارہ خواہش مند ہو اس سے منہ موڑ کر اس کے خلاف عمل کرو۔ اتنے آسانی سے یہ نہ شکست تسلیم کرتا ہے اور نہ راہ راست پر آتا ہے بلکہ اس کیساتھ اس سلوک پر دوام اور ثابت قدم رہنا ہے اسکو مطیع اور فرمانبردار بنانے کا بہترین طریقہ ہے

حضرت تھانویؒ کا ارشاد: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے بقول ہر کام کرتے وقت سوچ لیا کرو کہ اس میں نفس کو مزہ آتا ہے یا نہیں اگر مزہ اور لذت محسوس ہو تو جان لیجئے کہ یہ گناہ کی ایک صورت ہے اگر اس کے بد اثرات کو زائل کرنا ہے تو اسی وقت لذت کو اپنے اوپر مسلط اور غالب نہ کرو بلکہ خود اس کے اوپر غالب ہو جاؤ فوراً اس فعل بد کے برے اثرات خواہ دنیاوی ہوں یا آخروی اور ان پر مرتب ہونے والے عذاب وسزا کو سامنے رکھ کر وقتی لذت ومزہ اور دائمی شرمندگی اور تکلیف کا آپس میں موازنہ کرنے کے بعد آئندہ نفس کی اطاعت پر عمل کرنے کا تصور بھی نہ کرنا، اس خوف کی موجودگی میں پھر گناہ پر عمل کرنا ناممکن ہو جائیگا۔

خالق کی عدالت میں تین حاضریاں: دنیا میں محاسبہ اور عدالتی نظام میں تو مظلوم دردر کی خاک چھاننے اور تمام زندگی عدالتوں میں تاریخیں بھگتانے میں صرف کر کے پھر بھی فیصلہ کی حسرت دل میں ساتھ لے کر موت کی وادی میں داخل ہو جاتا ہے، مگر خالق کے سامنے پیش ہونے کا سلسلہ بہت لمبا چوڑا اور طویل نہ ہوگا بلکہ تین تاریخوں میں محاسبہ کا فیصلہ ہو کر جنت یا دوزخ کا پروانہ مل جائے گا۔ رحمت دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے:

عن الحسن عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ یعرض الناس یوم القیامۃ ثلث عرضات فامّا عرضتان فجدال ومعاذیر واما العرضۃ الثالثۃ فعند ذالک تطیر الصحف فی الأیدی فآخذ بیمینہ وآخذ بشمالہ (رواہ احمد والترمذی) ترجمہ: حضرت حسن بصریؒ حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ کے سامنے لوگوں کو تین دفعہ پیش کیا جائے گا دو دفعہ تو بحث وجرح اور عذر آرائی ہوگی اور تیسرے مرتبہ پیشی پر (جب سوال وجواب اور حساب کتاب کے مراحل مکمل ہو چکے ہونگے) عمل نامے اڑاڑ کے ہاتھوں میں پہنچ جائیں گے۔

آخرت کی سعادت اور رسوائیاں: ان میں سے کچھ لوگ اپنے دائیں ہاتھ میں عمل نامے وصول کرلیں گے، اور بعض لوگ بائیں ہاتھ میں عمل نامے حاصل کرلیں گے، یہاں یہ بات یاد رکھیں کہ دائیں ہاتھ میں لینے والے دیندار، پرہیز گار، خوش قسمت اور سعادتمند وں کے زمرہ میں شامل ہوں گے اور بائیں ہاتھ والے نافرمان، بدبخت، گناہ گار اور جہنم کے حقدار ہوں گے۔ جبکہ دائیں ہاتھ میں ملنے والا عمل نامہ حاصل کرنے والوں کیلئے یہ جنت کا پروانہ ہوگا۔ محاسبہ کا یہ عمل چند سو یا چند ہزار لوگوں کے درمیان نہ ہوگا بلکہ اس نجات یا تباہی کا معاملہ اور چھان بھٹک اولین وآخرین یعنی اربوں کھربوں لوگوں کے سامنے ہوگی۔ اس چند روزہ زندگی کے کم تعداد میں لوگوں کے سامنے رسوائی کو ہم میں سے ہر ایک اپنے لیے بے عزتی، ہتک اور اہانت سمجھ کر ایسے مواقع سے محفوظ رہنے کی کوشش کرتا ہے۔ رب مخلوقات کے سامنے حاضری کے موقع پر خدا نہ کرے ذلت ورسوائی سے بچنے سے آج ہم میں سے اکثر ایسے غافل ہیں جیسے اگلے عالم میں ہمارا کسی کے سامنا ہی نہ ہوگا، دنیا کے جج اور قاضی کے سامنے عیاری، چالاکی، مکاری، چرب زبانی اور رشوت وغیرہ سے اپنا کام ناجائز طریقہ سے نکالا جاسکتا ہے اور زیادہ یہی کچھ ہو رہا ہے۔ مگر احکم الحاکمین کو تو نہ دھوکا دیا جاسکتا ہے نہ اور کوئی لالچ کارآمد ہوسکتی ہے۔

بارگاہ احکم الحاکمین میں پیشی: اس دنیا کا ایک معمولی افیسر جب اپنے ماتحت کو جوابدہی کیلئے اپنے آفس بلاتا ہے تو ہزار بار آپ نے دیکھا ہوگا کہ ماتحت پر ہیبت طاری ہو کر ہونٹ اور ہاتھ کانپنے لگتے ہیں، ٹانگوں میں لرزہ پیدا ہو کر کھڑا ہونا مشکل ہو جاتا ہے تو جس دن جسے قیامت کہا جاتا ہے جس میں ہزار ہا دہشت، خوف وپریشانیوں کا ہجوم ہوگا اور پھر بادشاہوں کے بادشاہ رب العلمین جسکے رعب ودبدبہ کے سامنے دنیا کے بڑے بڑے افیسر کے رعب اور دبدبہ کی کوئی حیثیت اور وقعت ہی نہیں اسکی پُر جلال بارگاہ میں کھڑے ہونے والوں کا کیا عالم ہوگا، اس مرحلے کی آسانی کا نسخہ ''مرشد اعظم ﷺ'' نے بیان فرما کرامت پر اپنے شفقت اور مہربانی کا اظہار جس انداز سے فرمایا۔ اسکی حضور اقدس ﷺ کی اس فرمان میں موجود ہے: **وعن ابی سعید الخدریؓ انہ اتیٰ رسول اللّٰہ ﷺ فقال اخبرنی من یقویٰ علی القیام یوم القیامۃ الذی قال اللّٰہ عزوجلّ یوم یقوم النّاس لرّب العالمین فقال یخفف علی المؤمن**

حتی یکون علیہ کا الصلوۃ المکتوبۃ. ترجمہ: حضرت ابوسعید الخدریؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے یہ تو بتایئے کہ قیامت کے دن جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس دن تمام لوگ ایک ایک کائنات کے مالک یعنی اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوں گے، کسی فرد کو (محاسبہ) کے لیے رب العالمین کے سامنے کھڑے ہونے کی سکت اور ہمت ہوگی، آنحضرت ﷺ نے فرمایا قیامت کا دن مومن کے لیے آسان کر دیا جائے گا حتی کہ وہ دن اس پر فرض نماز کی ادائیگی کے وقت کے برابر ہو جائیگا۔

آخرت کی ہولناکیاں: محترم حضرات! ہم نے اس ہیبت ناک منظر کے بارہ میں اپنے صبح وشام کے مصروفیات اور شور وغل میں مشغول رہنے کے ساتھ کبھی کچھ وقت نکال کر غور بھی کیا ہے، کہ اس سخت دن کیلئے ہم کیا تیاری کر رہے ہیں جو مسلمان کیلئے فرض نماز ادا کرنے کے مقدار کر دیا جائے گا اور کافر کیلئے پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا، یعنی حقیقت میں تو وہ دن نہایت طویل تو ہوگا مگر ایمان کے نعمت سے مالا مال خوش قسمت کیلئے باوجود لمبا اور مصائب سے بھرپور ہونے کے اللہ اتنا آسان کر دے گا، جتنا وقت فرض نماز کی مختصر مدت میں گزرتا ہے، دنیا کی زندگی میں بھی ہم اور آپ اس کیفیت سے گزرتے ہیں اور اذیت اور مصیبت میں گرفتار شخص پر ایک گھنٹہ، سال کے برابر طویل اور لمبا ہو جاتا ہے کبھی کبھی شب کے دوران دانت یا کسی اور عضو میں تکلیف جب شروع ہوتی ہے تو تکلیف میں مبتلا شخص سمجھتا ہے کہ رات تو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتی جبکہ سکون وراحت کی نیند سونے والے پر یہی رات ایسا محسوس کرتا ہے کہ لمحوں اور سیکنڈوں میں گزر کر نیند کا کوٹا پورا نہ ہونے کی شکایت کرتا ہے۔ جس شخص کا عقیدہ اور اعمال کامل ومکمل ہونگیں اس کیلئے یہ سخت لمحات بہت زیادہ مختصر، اور جس کے اعمال وکردار میں شریعت کے اعتبار سے کمی اور کمزوری ہو ان کیلئے ہیبت واذیت سے یہ معمور دن ذرا کم مختصر کر دیا جائیگا۔

حضرت ابن عمرؓ کا خوف آخرت: حضرت ابن عمرؓ جب سورت تطفیف کی تلاوت کرتے وقت اور آیت "یوم یقوم النّاس لرّب العالمین" پر پہنچتے تو اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کے خوف سے بدحال ہو جاتے۔ حالت ایسی ہو جاتی کہ اس آیت کے مزید آیات کا پڑھنا بھی ناممکن ہو جاتا۔ اور دوسری طرف ہم ہیں۔ کہ زبانی کلامی عقیدہ تو یہی ہے۔ کہ ہم میں سے ہر ایک کو روز مقررہ اپنے ہر عمل کے لیے اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے مگر عملاً حقوق اللہ کی پاسداری اور نہ حقوق العباد کے ادائیگی کا خوف ہے۔ شاید اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ بس ہمارے لیے صرف کلمہ شہادۃ پڑھنا ہی کافی ہے نہ سماجی زندگی میں اسلامی احکامات کی پابندی اور نہ معاشرتی زندگی اللہ ورسول ﷺ کے احکامات کے مطابق گزر رہی ہے۔ عمل سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ہم میں اکثر لوگوں نے اس بڑے اور خوفناک دن اور عظیم الشان ذات حق تعالیٰ جل جلالہ کے روبرو کھڑے ہونے کو بھلا دیا ہے اس غم وفکر کی جگہ نابالغ سے لیکر شیخ فانی تک حضرات ایک ہی مقصد لئے ہوئے ہیں کہ اس مادی وفانی دنیا کے اسباب تعیش کیسے حاصل کیے جائیں، سب کچھ اسی چند سالہ زندگی ہی کو سمجھ بیٹھے ہیں۔